ماہانہ آرٹیکل

شعبان 1447 / جنوری 2026 | شمارہ: 20

Pathway to Ilm |

رمضان کا روحانی پہلو اور روزہ رکھنے کی وجہ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

ماہِ رمضان کی عظمت اور برکتوں میں سب سے نمایاں عبادت دن کے وقت روزہ رکھنا ہے۔ یہ عبادت محض بھوک اور پیاس کا نام نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نفس کو قابو میں رکھنے، اطاعت اختیار کرنے اور تقویٰ کو مضبوط کرنے کا ایک جامع ذریعہ ہے۔

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اپنے بے پایاں فضل و کرم سے اُن بندوں کو جو خلوصِ نیت کے ساتھ روزہ رکھتے ہیں، بے شمار اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ تاہم جو لوگ کسی شرعی عذر جیسے بیماری، سفر یا بڑھاپے کی وجہ سے روزہ رکھنے سے قاصر ہوں، ان کے لیے بھی رمضان کی رحمتیں ختم نہیں ہو جاتیں۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اپنی حکمت اور رحمت کے ساتھ ان کے حالات اور نیت کو دیکھتے ہوئے انہیں اجر عطا فرماتا ہے۔ یوں رمضان کی برکتیں کسی پر بھی بند نہیں ہوتیں۔

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے بعض اعمال کو اس جگہ کی وجہ سے خاص فضیلت عطا فرمائی ہے جہاں وہ انجام دیے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر مکہ مکرمہ میں ادا کی جانے والی نماز کا اجر عام مقامات کی نماز سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ فرق اس لیے نہیں کہ نماز کی حقیقت بدل جاتی ہے، بلکہ اس مقدس مقام کی عظمت کی بنا پر ہے جہاں وہ عبادت ادا کی جاتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ صَلَاةٍ فِي مَسْجِدِي»

میرے اس مسجد میں ادا کی گئی ایک نماز، مسجدِ حرام کے سوا، دوسری تمام مساجد میں ادا کی گئی ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے، اور مسجدِ حرام میں ادا کی گئی ایک نماز، میری اس مسجد میں ادا کی گئی سو نمازوں سے افضل ہے۔ (مسند احمد، حدیث: 15685)

اسی طرح بعض اوقات کسی عمل کی قدر و قیمت اس وقت کی وجہ سے بڑھ جاتی ہے جس میں وہ انجام دیا جاتا ہے۔ مثلاً پیر اور جمعرات کے دن نفلی روزہ رکھنا بڑی فضیلت رکھتا ہے، لیکن رمضان المبارک میں رکھا جانے والا روزہ کہیں زیادہ اجر و مقام کا حامل ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ عمل ایک ایسے وقت میں ادا کیا جاتا ہے جسے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے خاص شرف اور امتیاز عطا فرمایا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»

جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب 2، حدیث: 38)

کبھی یوں ہوتا ہے کہ جگہ اور وقت دونوں اکٹھے ہو جاتے ہیں، اور اس اجتماع کی وجہ سے ایک عمل کا اجر غیر معمولی حد تک بڑھ جاتا ہے۔

اس کی ایک نہایت واضح مثال وہ واقعہ ہے جب نبیِ کریم ﷺ حج سے واپسی پر تھے کہ ایک خاتون، جن کا نام اُمِ معقل تھا، حاضر ہوئیں اور عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! میرا دل تو یہی چاہتا تھا کہ میں اس حج کے سفر میں آپ کے ساتھ ہوتی، مگر کچھ ناگزیر ذمہ داریوں کی وجہ سے میں اس سعادت سے محروم رہ گئی۔ اب میں اس کمی کو کیسے پورا کروں؟" نبی ﷺ نے فرمایا: "اے اُمِ معقل! رمضان میں عمرہ کر لو، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ تمہیں ایسا اجر عطا فرمائے گا گویا تم نے میرے ساتھ حج کیا ہو۔"

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «عُمْرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ عُمْرَةً أَوْ حَجَّةً مَعِي»

نبی ﷺ نے فرمایا: رمضان میں کیا جانے والا عمرہ حج کے برابر ہے، یا فرمایا: میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنی حکمت کے تحت ماہِ رمضان کو اسلام کے ایک عظیم رکن کی ادائیگی کے لیے منتخب فرمایا:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

تو تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے، وہ اس کے روزے رکھے۔ (سورۃ البقرہ: 185)

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے مسلمانوں پر روزہ (صوم) فرض کیا ہے، جو فجر کے طلوع ہونے سے لے کر مغرب کے وقت تک رکھا جاتا ہے۔

لفظ رمضان عربی کے لفظ رَمِضَ یا الرَّمَضُ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں شدید جلانے والی گرمی۔ یہ لفظ الرَّمْضَاءُ سے بھی جڑا ہوا ہے، جس سے مراد وہ ریت ہے جو دھوپ میں تپ کر دہکنے لگتی ہے۔ رمضان، اسلامی (ہجری) تقویم کا نواں مہینہ ہے، اور یہی وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں روزے فرض کیے گئے۔

علمائے کرام بیان کرتے ہیں کہ رمضان کو رمضان اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ:

- یہ گناہوں کو یوں جلا دیتا ہے جیسے آگ میل کچیل کو جلا دیتی ہے
- یہ دل کو نرم اور پاکیزہ بناتا ہے
- خواہشات کمزور پڑتی ہیں اور نفس کی تربیت ہوتی ہے

رمضان کے روزے جسم، ذہن اور روح—تینوں کے لیے بے شمار فوائد رکھتے ہیں۔

جسمانی طور پر یہ بدن کو تازہ دم کرتا ہے، وزن کو متوازن رکھنے میں مدد دیتا ہے، اور ذیابیطس اور دل کی بیماریوں جیسے امراض کے خطرے کو کم کر سکتا ہے۔ ذہنی طور پر روزہ انسان میں توجہ، صبر اور ضبطِ نفس پیدا کرتا ہے، کیونکہ اس میں خواہشات پر قابو پانا سیکھا جاتا ہے۔

رمضان معاشرتی رشتوں کو بھی مضبوط کرتا ہے؛ افطار کے اجتماعات مسلمانوں کو قریب لاتے ہیں اور ایک دوسرے کا سہارا بننے کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ لیکن سب سے بڑھ کر، روزے کا روحانی پہلو نہایت گہرا اور اثر انگیز ہے۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ فرماتا ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے۔ (سورۃ البقرہ: 183)

ہر حکم کی اہمیت اُس ذات سے جڑی ہوتی ہے جو وہ حکم دیتی ہے۔ اگر کوئی عام آدمی آپ سے کہے کہ سڈنی سے ملبورن کا سفر کرو، تو آپ فوراً پوچھیں گے: "آپ کون ہوتے ہیں مجھے حکم دینے والے؟" لیکن اگر یہی بات آپ کا آجر (Employer) کہے، تو آپ بلا تردد مان لیں گے۔ کیوں؟ اس لیے کہ اسے آپ پر اختیار حاصل ہے۔

بالکل اسی طرح، جب ہم حقیقتاً یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کون ہے، اس کی عظمت کیا ہے، اور ہمارا اس کے ساتھ تعلق کیا ہے—تو پھر اس کے احکامات کا وزن خود بخود ہمارے دل میں اتر جاتا ہے، اور ہمیں وہ سب پورا کرنے کی توفیق ملتی ہے جسے اس نے ہم پر فرض کیا ہے۔

اکثر لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے: ہم رمضان میں روزہ کیوں رکھتے ہیں؟

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں، جیسا کہ قرآنِ کریم میں واضح طور پر ارشاد فرمایا گیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے۔ (سورۃ البقرہ: 183)

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم میں سے بہت سے لوگ روزے کو محض اس کی ظاہری اور فنی تعریف تک محدود سمجھ لیتے ہیں—یعنی سحری کرنا، پھر افطار تک کھانے پینے اور ازدواجی تعلق سے رکے رہنا۔

حالانکہ اسلام کا یہ عظیم حکم اور اس کا ایک بنیادی رکن صرف بھوکا رہنے کا نام نہیں ہو سکتا۔ یقیناً اس کے پیچھے گہری حکمتیں اور بلند مقاصد کارفرما ہیں۔ آخر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے روزہ کیوں فرض کیا؟

1. روزہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی یاد اور شعور کو زندہ کرتا ہے

جب کوئی شخص رمضان میں روزے کی حالت میں ہو اور اس کے سامنے ٹھنڈے پانی کا گلاس رکھا ہو، تو اسے پینے سے کون روکتا ہے؟

یہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا شعور ہے۔

چاہے انسان تنہائی میں ہو یا لوگوں کے درمیان، روزہ اسے اس بات کی تربیت دیتا ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کو حاضر و ناظر سمجھے۔

دوسرے خلیفۂ راشد، حضرت عمر بن الخطابؓ ایک رات مدینہ کی تنگ گلیوں میں خاموشی سے گشت کر رہے تھے۔ اسی دوران انہوں نے ایک کچے مکان کے اندر ماں اور بیٹی کی گفتگو سنی۔

ماں کہہ رہی تھی: "کل جب دودھ بیچنے جاؤ تو اس میں پانی ملا دینا، یوں ہمیں زیادہ پیسے مل جائیں گے، اگرچہ آج کم کمائی ہوئی ہے۔"

بیٹی نے دوٹوک جواب دیا: "امّی! ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ کیا آپ نے امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ کو یہ کام منع کرتے ہوئے نہیں سنا؟"

ماں نے کہا: "امیر المؤمنین اس وقت کہاں ہیں؟ نہ وہ یہاں ہیں اور نہ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔"

بیٹی نے فوراً کہا: "اگر وہ ہمیں نہیں دیکھ رہے، تو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ تو ہمیں دیکھ رہا ہے۔"

یہی وہ شعور ہے جو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ رمضان کے ذریعے ہماری زندگیوں میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔

2۔ روزہ ہمیں تقویٰ عطا کرتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے، جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔ (سورۃ البقرہ: 183)

تقویٰ کے ایک معنی خود کو قابو میں رکھنا بھی ہیں۔ اگر خواہشات کو بے لگام چھوڑ دیا جائے تو وہ انسان کو برائی کی طرف لے جاتی ہیں۔ اس لیے ضبطِ نفس اور خود احتسابی ناگزیر ہے۔

روزہ ہم پر ایک حد قائم کرتا ہے، جس کے نتیجے میں خواہشات کمزور پڑتی ہیں۔ رمضان میں ہم ان چیزوں سے بھی رک جاتے ہیں جو عام حالات میں حلال ہیں جیسے کھانا اور پانی۔

جب ہم اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی رضا کے لیے حلال چیزوں کو چھوڑنے کی مشق کرتے ہیں، تو رمضان کے بعد حرام سے بچنا ہمارے لیے آسان ہو جاتا ہے۔ روزہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہم اپنی خواہشات کے غلام نہیں۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ عمل سے پہلے سوچیں اور فیصلے اس بنیاد پر کریں کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کو کیا پسند ہے۔

3. روزہ ہمیں کامل اطاعت سکھاتا ہے

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ

دین کے اعتبار سے اس شخص سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو خود کو پورے کا پورا اللہ کے تابع کر دے؟ (سورۃ النساء: 125)

جب ہم روزہ رکھتے ہیں تو ہم اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ:

"سحری پانچ بجے ہے اور افطار سات بجے، یہ میرے لیے مشکل ہے، اس لیے میں تین گھنٹے پہلے سحری اور تین گھنٹے پہلے افطار کر لوں گا۔"

روزہ گھنٹوں کی گنتی کا نام نہیں، بلکہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے بتائے ہوئے طریقے کے عین مطابق رکنے کا نام ہے۔ روزہ ہمیں سکھاتا ہے کہ حقیقی اطاعت وہی ہے جو اللہ کے حکم کے مطابق ہو—چاہے وہ ہمیں مشکل یا ناگوار ہی کیوں نہ لگے۔

4. روزہ ہمیں صبر اور قربانی کی تربیت دیتا ہے

حرام سے بچنے کے لیے قربانی اور صبر ضروری ہے:

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

اور جو لوگ ہماری راہ میں جدوجہد کرتے ہیں، ہم ضرور انہیں اپنی راہیں دکھا دیتے ہیں۔ (سورۃ العنکبوت: 69)

اس میں کوئی شک نہیں کہ روزہ خواہشات کی قربانی کا تقاضا کرتا ہے۔ جب انسان مجاہدہ یعنی اپنے نفس کے خلاف جدوجہد سیکھ لیتا ہے، تو پھر دیگر عبادات بھی آسان محسوس ہونے لگتی ہیں، چاہے وہ نماز ہو، زکوٰۃ ہو یا نفل عبادات۔ «هُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ» یہ صبر کا مہینہ ہے۔ صبر کے یہاں دو معنی ہیں:

1. گناہوں سے رک جانا، خواہ دل مائل ہی کیوں نہ ہو
2. نیکیوں پر ثابت قدم رہنا، چاہے وہ مشکل کیوں نہ ہوں

ہم روزہ اس نیت سے رکھتے ہیں کہ مجاہدہ کی یہ کیفیت ہماری زندگی کا حصہ بن جائے، تاکہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی اطاعت زندگی کے ہر پہلو میں ہمارے لیے آسان ہو جائے۔

5. روزہ ہمیں غریبوں کا احساس دلاتا اور دل میں رحم پیدا کرتا ہے۔

هُوَ شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ- یہ ہمدردی، غم خواری اور باہمی احساس کا مہینہ ہے۔ ہم ایک ایسے دور میں جی رہے ہیں جہاں خود غرضی عام ہو چکی ہے۔ رمضان کے بعد، جب ہم دن میں تین وقت کھانا کھاتے ہیں، سیر و تفریح پر جاتے ہیں اور اپنے گھروں میں آرام سے زندگی گزارتے ہیں، تو اکثر غریبوں کا خیال ہمارے دل میں آتا ہی نہیں۔

لیکن رمضان میں، جب ہم خود بھوک کا ذائقہ چکھتے ہیں، تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ زندگی کتنی کٹھن ہو سکتی ہے۔ یہی تجربہ ہمارے اندر محروم طبقے کے لیے ہمدردی اور رحم کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ:

«أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟» قَالَ: «تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ»

ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا: اسلام میں سب سے بہتر عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کھانا کھلانا، اور سلام کہنا—چاہے جاننے والے ہوں یا اجنبی۔ (صحیح بخاری، کتاب 2، حدیث: 5)

6. روزہ امت میں اتحاد اور یکجہتی پیدا کرتا ہے

رمضان مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور بھائی چارے کا ایک مضبوط احساس پیدا کرتا ہے۔ اس مہینے میں خاندان اور دوست سحری اور افطار ایک ساتھ کرتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ وہ وقت گزارتے ہیں جو عام دنوں میں نصیب نہیں ہوتا۔ دل قریب آتے ہیں اور رشتوں میں گرمی آتی ہے۔

اسی طرح وسیع تر مسلم معاشرہ بھی یکجا ہو جاتا ہے: رات کی نمازوں میں شرکت، ضرورت مندوں تک کھانا پہنچانے، اور دینی مجالس و خطبات میں حاضری کے ذریعے۔ یہ پورا ماحول معاشرے میں ہم آہنگی، اتحاد اور باہمی تعاون کو فروغ دیتا ہے، اور افراد کو ایک دوسرے سے جوڑ دیتا ہے۔

رمضان دراصل پورے سال کے لیے ایک تربیتی میدان ہے۔ روزے کے ذریعے ہم خود پر قابو پانا سیکھتے ہیں۔ تیس دن تک ہم اپنے نفس اور پیٹ کو واضح پیغام دیتے ہیں: نہ کھانا، نہ پانی۔

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دل مضبوط ہوتا ہے، اور جسم اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے احکامات کے آگے جھک جاتا ہے۔ یوں انسان خود کو تربیت دیتا ہے اور ہر حال میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے شعور کے ساتھ جینا سیکھتا ہے۔ علمائے کرام بیان کرتے ہیں کہ رمضان بری عادتیں چھوڑنے کے لیے سب سے موزوں وقت ہے۔ جمعہ کے دن ہم مسجد جاتے ہیں، نصیحت سنتے ہیں، دل میں جوش اور روحانی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

لیکن اس کے بعد سات دن آجاتے ہیں جن میں وہ کیفیت مدھم پڑ سکتی ہے۔ رمضان میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہمیں مسلسل تیس دن عطا فرماتا ہے، اور ساتھ یہ خوش خبری بھی دیتا ہے کہ شیطانوں کو جکڑ دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مہینہ نفس کی اصلاح اور کردار کی تعمیر کے لیے نہایت قیمتی ہے۔

لہٰذا رمضان ایک سنہرا موقع ہے کہ ہم اپنی بری عادتوں سے دور ہو جائیں اور وہ تقویٰ پیدا کریں جو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہم میں دیکھنا چاہتا ہے۔

اگر ہم رمضان میں نظم و ضبط پیدا نہ کر سکیں، اور اپنی خراب عادتوں کو اچھے اعمال سے نہ بدلیں، تو پھر یہ طے کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ ہمیں اپنی حقیقی اصلاح کا دوبارہ ایسا موقع کب ملے گا۔ فیصلہ بالآخر آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

نصیحت اور رہنمائی دی جا سکتی ہے، لیکن بدلنے کی خواہش اور پختہ ارادہ انسان کے اپنے دل سے جنم لیتا ہے۔

جب آپ خلوص کے ساتھ اپنی اصلاح کا راستہ تلاش کرتے ہیں، تو آپ خود دیکھیں گے کہ آپ کی زندگی کس طرح آہستہ آہستہ بدلنے لگتی ہے۔

روزے کی فضیلتیں

1. روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو خاص طور پر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی طرف منسوب کی گئی ہے

قرآنِ کریم میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ اکثر عبادات کو بندے کی طرف نسبت دے کر بیان فرماتا ہے۔ مثال کے طور پر نماز کے بارے میں ارشاد ہے:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ

اور اپنی نماز میں بہت بلند آواز نہ کرو۔ (سورۃ الإسراء: 110)

لیکن جب روزے کی بات آتی ہے تو انداز بالکل مختلف ہو جاتا ہے۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ خود فرماتا ہے:

الصَّوْمُ لِي

روزہ میرے لیے ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 7492)

یہ نسبت اس بات کی دلیل ہے کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو خلوص، رازداری اور بندے اور اس کے رب کے درمیان ایک خاص تعلق پر قائم ہے۔

2. روزے کا اجر متعین نہیں کیا گیا

بہت سی عبادات کے اجر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے واضح طور پر بیان فرما دیے ہیں۔ مثلاً حج کے بارے میں نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ»

جو شخص اللہ کے لیے حج کرے، نہ بے حیائی کی بات کرے اور نہ گناہ کا ارتکاب کرے، وہ گناہوں سے یوں پاک لوٹتا ہے جیسے آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔ (صحیح بخاری، حدیث: 1521)

لیکن روزے کے معاملے میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے کسی خاص اجر کی حد مقرر نہیں فرمائی۔ جب فرشتے ہمارے اعمال لکھتے ہیں تو وہ ان چیزوں کو قلم بند کرتے ہیں جو ظاہر اور ناپی جا سکتی ہیں۔ مثلاً:

- قرآن کی تلاوت کی جائے تو یہ لکھا جاتا ہے کہ کتنی تلاوت کی گئی
- نماز پڑھی جائے تو رکعات کی تعداد درج کی جاتی ہے

یہ سب اعمال ظاہری ہوتے ہیں، اس لیے ان کا اندراج آسان ہوتا ہے۔ لیکن روزہ ان سب سے مختلف ہے۔ یہ کھانے، پینے اور گناہوں سے رکنے کا نام ہے—ایسے امور جن کا تعلق باطن سے ہے اور جو ظاہر میں نظر نہیں آتے۔ اسی وجہ سے ایک حدیثِ قدسی میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ روزے کا اجر میرے ہی سپرد رہنے دو:

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

«كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ»

آدم کے بیٹے کا ہر عمل کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے؛ ایک نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

روزے کے سوا، کیونکہ وہ میرے لیے ہے اور میں خود اس کا بدلہ عطا کروں گا۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث: 3823)

جملہ وَأَنَا أَجْزِي بِهِ کا ایک مفہوم یہ ہے کہ: "میں خود اس کا اجر عطا فرماؤں گا"، اور بعض علماء کے نزدیک اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ: "میں خود روزہ رکھنے والے کا اجر بن جاتا ہوں۔"

جب روزے کی حالت میں ہمیں بھوک، کمزوری یا تکلیف محسوس ہو، تو ہمیں ان فضیلتوں اور وعدہ کیے گئے انعامات کو یاد رکھنا چاہیے۔

یہ یاددہانی روزے کو آسان بھی بنا دیتی ہے اور اس میں روح بھی پھونک دیتی ہے۔

روزے کو کبھی ہلکا نہیں سمجھنا چاہیے۔ یہ ایک منفرد عبادت ہے اور اسے بالکل اسی طرح ادا کرنا ضروری ہے جیسا اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے حکم دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

«مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلاَ مَرَضٍ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَإِنْ صَامَهُ»

جس شخص نے بغیر کسی شرعی رخصت اور بغیر کسی بیماری کے رمضان کا کوئی روزہ نہیں رکھا تو پورے سال کا روزہ بھی اس کو پورا نہیں کر پائے گا چاہے وہ پورے سال روزے سے رہے۔ (جامع ترمذی، حدیث: 723)

آخری بات

روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں، بلکہ یہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے سامنے مکمل اطاعت، دل، دماغ اور روح کی پاکیزگی، اور زندگی کو سنوارنے کا ایک جامع ذریعہ ہے۔

روزہ ہمیں ضبطِ نفس، صبر، اور ہر لمحہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے شعور کے ساتھ جینے کی تربیت دیتا ہے۔ یہ ہمیں محروم طبقے کا احساس دلاتا ہے اور ہمارے رب کے ساتھ ہمارے تعلق کو مضبوط کرتا ہے۔ روزے کے روحانی اثرات صرف رمضان تک محدود نہیں رہتے، بلکہ پورے سال ہمارے کردار کو سنوارتے اور ہمارے فیصلوں کی سمت درست کرتے رہتے ہیں۔

تحریر: مولانا حسن اقبال قاضی

تدوین و ترتیب: ڈاکٹر شبیر احمد، مفتی عبد الوهاب حسن